ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8. No.4 2025

اردو افسانے میں فطرت نگاری اور ماحولیاتی شعور: ایک تنقیدی مطالعہ

Nature Depiction and Environmental Consciousness in Urdu Short Stories: A Critical Study

عبدالحفیظ اقبال

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر محمد عطااللہ

صدر شعبہ اردو ، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

This article explores the concepts of nature and environment in Urdu literature, especially in the Urdu short story. It argues that nature in Urdu fiction is not merely a background element, but an active force that shapes characters, emotions, and meanings. The study discusses the intellectual foundations of nature and naturalism, while also highlighting the role of environment in reflecting social, cultural, psychological, and economic realities. It further shows that Urdu short story writers use natural settings and environmental elements not only for aesthetic description but also to represent human conflict, social change, and cultural consciousness. The article concludes that nature writing in Urdu fiction has developed into a significant literary mode that connects beauty, symbolism, and environmental awareness.

Keyword:

فطرت، ماحول، فطرت نگاری، اردو ادب، اردو افسانہ، ماحولیاتی تنقید، انسان اور فطرت کا تعلق، علامت نگاری، حقیقت نگاری، ثقافتی تناظر

انسان اور فطرت کا باہمی تعلق تہذیبی، فکری اور ادبی تاریخ کا ایک بنیادی اور دیرپا موضوع رہا ہے۔ قدیم ادوار سے لے کر جدید عہد تک، فطرت نہ صرف انسانی زندگی کی بقا کا ذریعہ رہی ہے بلکہ اس نے انسان کے فکری، جمالیاتی اور روحانی تجربات کو بھی گہرائی سے متاثر کیا ہے۔ صنعتی انقلاب کے بعد جب دنیا تیزی سے مشینی ترقی، شہری توسیع اور سرمایہ دارانہ نظام کی طرف بڑھی تو فطرت کے ساتھ انسان کا تعلق ایک نئے بحران کا شکار ہوا۔ اس تبدیلی نے عالمی سطح پر ماحولیاتی مسائل—جیسے موسمیاتی تبدیلی، آلودگی، جنگلات کی کٹائی اور حیاتیاتی تنوع کی کمی—کو جنم دیا، جس کے نتیجے میں ادب اور دیگر علوم میں ماحولیات کے حوالے سے ایک نئی فکری بیداری پیدا ہوئی۔

ادب میں فطرت نگاری کی روایت ابتدا میں زیادہ تر جمالیاتی اور رومانوی اظہار تک محدود رہی، مگر جدید عہد میں یہ محض منظر نگاری سے آگے بڑھ کر ایک شعوری، تنقیدی اور نظریاتی رجحان کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ عالمی سطح پر ماحولیاتی تنقید (Ecocriticism) ایک اہم علمی میدان کے طور پر ابھری، جس نے ادب اور ماحول کے باہمی تعلق کو نئے زاویوں سے سمجھنے کی راہ ہموار کی۔ اس تناظر میں ادب کو نہ صرف فطرت کے عکاس کے طور پر دیکھا گیا بلکہ اسے ماحولیاتی شعور کی تشکیل اور انسانی رویّوں کی اصلاح کا مؤثر ذریعہ بھی تسلیم کیا گیا۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اردو ادب میں فطرت نگاری کی روایت ایک بھرپور اور متنوع پس منظر رکھتی ہے، جس کی جڑیں کلاسیکی شاعری سے لے کر جدید نظم و نثر تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ابتدائی اردو شاعری میں فطرت کا استعمال زیادہ تر علامتی اور استعاراتی نوعیت کا تھا، جہاں گل و بلبل، باغ و بہار اور موسموں کی تبدیلیاں انسانی جذبات کی ترجمانی کا وسیلہ بنتی تھیں۔ تاہم، وقت کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں فطرت کا تصور محض جمالیاتی اظہار سے آگے بڑھ کر ایک فکری اور تہذیبی بیانیہ اختیار کرتا گیا، جس میں انسان اور ماحول کے باہمی تعلق کو زیادہ سنجیدگی اور شعوری انداز میں پیش کیا جانے لگا۔

عصرِ حاضر میں جب عالمی سطح پر ماحولیاتی بحران شدت اختیار کر چکا ہے، اردو ادب بھی اس سے غیر متعلق نہیں رہا۔ جدید اردو نظم، افسانہ اور ناول میں ماحولیات کے مسائل، فطرت کے استحصال اور انسانی بے حسی جیسے موضوعات نمایاں طور پر سامنے آئے ہیں۔ اس تناظر میں اردو ادب ایک ایسے فکری پلیٹ فارم کے طور پر ابھرتا ہے جہاں مقامی تجربات اور عالمی ماحولیاتی مباحث آپس میں ہم آہنگ ہوتے ہیں۔ یوں فطرت نگاری اردو ادب میں ایک نئے معنوی دائرے میں داخل ہوتی ہے، جہاں یہ نہ صرف جمالیاتی تجربہ ہے بلکہ ایک سماجی، اخلاقی اور ماحولیاتی شعور کی نمائندگی بھی کرتی ہے۔ آکسفورڈ انگلش اردو ڈکشنری میں "نیچر" کا تعارف ان الفاظ میں ملتا ہے:

> "کسی شخص یا شے کی فطری خصوصیات یا کردار، یا فطرت یا طبیعت، وہ طبعی طاقت جو اس عالم مادیت کے کارخانے کو چلاتی ہے۔ مظاہر فطرت جیسے پودے، حیوانات، مناظر فطرت، وغیرہ۔
> قسم، نوع (Things of this nature)، انسانی فطرت (Nature Human)، فطرت انسانی کا کوئی ایک عنصر یا پہلو، غیر آباد بنجر علاقہ، حالت، آبادی وغیرہ، دیہات، خوش منظر دیہی علاقہ۔ جبلت جو کرداروں کے عمل میں ظاہر ہو، وراثت جو شخصیت کی تشکیل میں ظاہر ہو، کسی جاندار وجود کے جسمانی افعال یا ضروریات۔ (1)

فطرت کا تصور یہاں ایک ہمہ جہت اور کثیر المعنی ساخت کے طور پر سامنے آتا ہے، جس میں داخلی اور خارجی دونوں سطحوں کو یکجا کیا گیا ہے۔ ایک طرف یہ انسانی وجود کی بنیادی ساخت — جیسے کردار، جبلت اور طبیعت — کی وضاحت کرتا ہے، تو دوسری طرف کائناتی نظام کو متحرک رکھنے والی طبعی قوت کے طور پر بھی اپنا دائرہ قائم کرتا ہے۔ اس طرح فطرت کو ایک ایسی جامع حقیقت کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو فرد، کائنات اور حیات کے مختلف نظاموں کو باہم مربوط کرتی ہے۔

اس تصور کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ فطرت کو صرف جمالیاتی یا منظر نگاری تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اسے ایک فعال، متحرک اور کارفرما قوت کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔ پودوں، حیوانات اور مناظرِ قدرت کے ساتھ ساتھ بنجر علاقوں، دیہی زندگی اور جغرافیائی تنوع کا ذکر اس امر کو واضح کرتا ہے کہ فطرت کو ایک وسیع ماحولیاتی اور معاشرتی تناظر میں سمجھا جا رہا ہے۔ یہ زاویہ جدید ماحولیاتی فکر کے ساتھ ہم آہنگ ہے، جہاں فطرت کو انسانی زندگی سے الگ نہیں بلکہ اس کا لازمی جزو تصور کیا جاتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اسی کے ساتھ انسانی فطرت کے عناصر—خصوصاً جبلت، وراثت اور جسمانی ضروریات—کا حوالہ اس تصور کو حیاتیاتی اور نفسیاتی بنیادوں سے بھی جوڑ دیتا ہے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ انسانی کردار اور رویّے محض سماجی یا شعوری عوامل کا نتیجہ نہیں بلکہ ان کے پسِ منظر میں فطری اور موروثی عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں۔یوں فطرت کا تصور ایک ایسی وحدت کی صورت اختیار کر لیتا ہے جو انسانی باطن اور خارجی کائنات کے درمیان ایک مربوط رشتہ قائم کرتا ہے۔

علمی و تنقیدی نقطۂ نظر سے اس تصور میں ایک نمایاں کمزوری اس کی ساختی ترتیب کا فقدان ہے۔ مختلف جہات—جیسے کائناتی طاقت، انسانی فطرت، ماحولیاتی مظاہر اور حیاتیاتی تقاضے—اگرچہ معنوی طور پر باہم مربوط ہیں، لیکن ان کی پیشکش میں منطقی تسلسل اور نظریاتی تنظیم واضح نہیں ہو پاتی۔مزید برآں،اصطلاحات کی تحدید اور مفہومی درجہ بندی کی کمی اس کے علمی استحکام کو قدرے کمزور کرتی ہے۔

فطرت نگاری کا بنیادی نظریہ یہ ہے کہ دنیا اور زندگی میں ہر چیز اور جاندار طبعی وجوہات اور قوانین فطرت پر انحصار کرتی ہیں۔مافوق الفطرت، روحانیات اور مافوقیت پر یقین نہیں رکھتیں ہیں۔فطرت نگاری کی تحریک چارلس ڈارون(Charles Darwin)کے نظریے کی پیداوار ہے اور اس کے نظریہ ارتقا پر مبنی ہے جس کے مطابق انسان کا معاشرتی ماحول،والدین کے اثرات اور رویے اس کے کردار کی تشکیل کرتے ہیں،اس کے روزانہ کے افعال اور واقعات کا اس پر اثر ہوتا ہے اور اس کی فطرت میں موجود شعور کی طاقتیں اس کی سوچ اور عمل پر اثرانداز ہوتی ہیں۔اس کی بنیادی سوچ انسان کو مجبورِ محض ثابت کرنا ہے جسے قدرت اپنی مرضی سے چلاتی ہے۔

> "فطرت نگاری(Naturalism)ایک ادبی تحریک ہے جو انیسویں صدی کے نصف آخر میں نمودار ہوئی۔فرانسیسی ادیب ایملی زولا (Emile Eduard Antoine Zola) نے ناول نگاری میں یہ مسلک اختیار کیا۔کامل معروضیت،اہم اور غیر اہم جزئیات وتفصیلات کا ہجوم، جنس کے بیان میں جزئیات نگاری کے استحقاق کا ناجائز استعمال، مواد اور موضوع کے انتخاب میں کامل آزادی، ہر قسم کے مواد کو ادب کا موضوع بنانے پر اصرار،ادب میں تہذیبی مشن سے آزاد آدم فطری کی پیش کش یعنی آدم کے فطری جذبات واحساسات کی ترجمانی کا دعٰوی فطرت نگاری کی نمایاں خصوصیات ہیں۔"(2)

فطرت نگاری کو یہاں ایک منظم ادبی تحریک کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس کی بنیاد معروضیت، حقیقت نگاری اور انسانی رویّوں کی سائنسی تعبیر پر استوار ہے۔اس تصور کی تاریخی نسبت انیسویں صدی کے یورپی ادبی منظر نامے سے جڑی ہوئی ہے، جہاں صنعتی تبدیلیوں اور سائنسی ترقی نے ادب کو بھی تجرباتی اور مشاہداتی بنیادوں کی طرف مائل کیا۔اس تناظر میں Émile Zola کا حوالہ نہایت اہم ہے، کیونکہ انہوں نے ادب کو ایک طرح کے "سماجی تجربہ گاہ" کے طور پر دیکھنے کی کوشش کی، جہاں انسانی کردار کو موروثیت (heredity) اور ماحول (environment) کے زیرِاثر سمجھا جاتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

پیش کردہ نکات میں معروضیت (objectivity) پر زور اس رجحان کی بنیادی روح کی عکاسی کرتا ہے، جہاں ادیب ذاتی جذبات یا اخلاقی مداخلت کے بغیر حقیقت کو پیش کرنے کا دعوٰی کرتا ہے۔ تاہم، اس "کامل معروضیت" کا تصور بذاتِ خود تنقیدی سوالات کو جنم دیتا ہے، کیونکہ ادب اپنی فطرت میں مکمل طور پر غیر جانب دار نہیں ہو سکتا۔ ادیب کا انتخابِ مواد، زاویۂ نظر اور اظہار کا اسلوب کسی نہ کسی سطح پر اس کی فکری ساخت کی عکاسی ضرور کرتا ہے۔

جزئیات نگاری اور تفصیلات کے ہجوم کو فطرت نگاری کی خصوصیت قرار دینا اس کے اسلوبی پہلو کو واضح کرتا ہے، جہاں معمولی اور غیر اہم عناصر کو بھی اہمیت دی جاتی ہے تاکہ حقیقت کی مکمل تصویر سامنے آ سکے۔ لیکن یہی پہلو بعض اوقات فنی توازن کو متاثر کرتا ہے، خصوصاً جب جنس (sexuality) کے بیان میں حد سے زیادہ تفصیل نگاری کو ترجیح دی جائے۔ یہاں یہ رجحان محض حقیقت نگاری نہیں رہتا بلکہ بعض اوقات "حقیقت کے نام پر مبالغہ" یا سنسنی خیزی کی صورت اختیار کر لیتا ہے، جس پر ادبی تنقید میں خاصی بحث کی گئی ہے۔

مواد اور موضوع کے انتخاب میں آزادی اور ہر قسم کے تجربے کو ادب کا حصہ بنانے کا تصور فطرت نگاری کو ایک انقلابی جہت عطا کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ موضوعات بھی ادب میں شامل ہوئے جو پہلے ممنوع یا غیر ادبی سمجھے جاتے تھے، جیسے غربت، بیماری، جرم اور معاشرتی انحطاط۔ اس زاویے سے دیکھا جائے تو فطرت نگاری نے ادب کے دائرے کو وسعت دی اور اسے زندگی کے زیادہ حقیقی اور تلخ پہلوؤں سے روشناس کرایا۔

فطرت اپنے تمام رنگوں سمیت انسان کو دعوت نظارہ دے رہی ہے اور پیغام دیتی ہے کہ کوئی مجھے سمجھے اور مجھ سے شفایابی حاصل کرے۔ سید محی الدین قادری فطرت کی تقسیم اور اس سے متعلقہ لوازمات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "نیچر یا فطرت۔۔ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ جو نظر آنے والی دنیا پر مشتمل ہو، جو ہمارے اطراف چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے اور جو پہاڑوں، سمندروں اور آسمانوں کی دنیا کہلاتی ہے اور دوسری وہ جو ہم میں سے ہر ایک کے دل کی ایک مخصوص دنیا سے وابستہ ہے۔ اگر کوئی فطرت کی طرف بڑھنا چاہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک طرف تو وہ بیرونی کائنات سے سرگرم گفتار ہوتا ہے اور اس کے گوناگوں معموں اور بھیدوں سے خبردار ہونا چاہتا ہے اور دوسری طرف اپنے اندر کی اس عظیم الشان دنیا کی سیر و تفریح میں مشغول ہونا چاہتا ہے جو اگرچہ خود ساختہ ہوتی ہے لیکن یہاں کائنات میں کسی امر میں کم نہیں ہوتی۔ موخر الذکر فطرت کی ترجمانی بہ نسبت اول الذکر کی ترجمانی کے زیادہ آسان ہے اور اسی شاعر کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی ہے جو پہلے کی کامیاب ترجمانی کرتا ہے۔"(3)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

یہ تصور فطرت کو دو واضح مگر باہم مربوط سطحوں—خارجی اور داخلی—میں تقسیم کر کے پیش کرتا ہے، جو فکری اعتبار سے نہایت اہم اور کلاسیکی فلسفیانہ روایت سے ہم آہنگ ہے۔ خارجی فطرت کو مادی کائنات کے مظاہر—جیسے پہاڑ، سمندر اور آسمان—سے وابستہ کرنا فطرت کے معروضی (objective) اور حسی تجربے کو نمایاں کرتا ہے، جب کہ داخلی فطرت کو انسانی دل و باطن کی ایک مخصوص دنیا قرار دینا اس کے subjective اور نفسیاتی پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔ اس طرح فطرت کا تصور ایک دو رخی مگر تکمیلی ساخت اختیار کر لیتا ہے، جہاں کائنات اور انسان ایک دوسرے کے آئینہ دار بن جاتے ہیں۔

یہ نقطۂ نظر اس اعتبار سے قابلِ توجہ ہے کہ یہ فطرت کے ساتھ تعلق کو محض مشاہدے تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اسے ایک فعال مکالمہ (dialogue) کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ خارجی کائنات کے اسرار و رموز کو سمجھنے کی جستجو اور داخلی دنیا کی سیر و تفریح دراصل انسانی شعور کے دو بنیادی رجحانات—علم اور خود آگہی—کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس تناظر میں فطرت نگاری ایک ایسے فکری عمل کے طور پر سامنے آتی ہے جو انسان کو نہ صرف اپنے ماحول سے جوڑتا ہے بلکہ اسے اپنے باطن کی گہرائیوں تک رسائی بھی فراہم کرتا ہے۔

داخلی فطرت کو "خود ساختہ" قرار دینا ایک اہم نکتہ ہے، جو تخلیقی عمل اور ادبی اظہار کی بنیاد کو واضح کرتا ہے۔ یہ داخلی دنیا اگرچہ فرد کے شعور اور تجربے کی پیداوار ہوتی ہے، مگر اسے کائنات کے برابر اہمیت دینا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسانی تخیل اور احساسات اپنی وسعت میں کسی خارجی حقیقت سے کم نہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ادب، خصوصاً شاعری، ایک تخلیقی وسیلہ بن کر داخلی اور خارجی حقیقتوں کے درمیان پل کا کردار ادا کرتی ہے۔

افسانوی فطرت نگاری کی اہم خصوصیات:

فطرت نگاری کے اس تصور میں ماحول کو محض پس منظر کے بجائے ایک فعال اور مؤثر عنصر کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو انسانی کردار کی نفسی ساخت اور عملی رویّوں کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس نقطۂ نظر کے مطابق قدرتی مناظر—جیسے زمین، موسم، درخت، پانی اور فضا—انسانی تجربے سے جدا نہیں بلکہ اس کے ساتھ گہری معنوی وابستگی رکھتے ہیں۔ چنانچہ کردار کی داخلی کیفیت اور اس کے حالاتِ زندگی فطری مظاہر میں منعکس ہوتے ہیں، اور یوں ماحول ایک غیر مرئی مگر طاقتور قوت کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

اردو افسانے میں یہ رجحان خاص طور پر اس صورت میں نمایاں ہوتا ہے کہ دیہی زندگی اور فطری مناظر کو کردار کے جذباتی اور معاشرتی تجربے کے ساتھ مربوط کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً Ahmad Nadeem Qasmi کے افسانوں میں کھیت، بارش یا خشک سالی محض منظر نگاری نہیں بلکہ انسانی دکھ، خوشی اور محرومی کی علامت بن جاتے ہیں۔ اسی طرح زمین کی زرخیزی یا بنجر پن معاشی حالات اور طبقاتی تفاوت کو ظاہر کرتا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ فطرت نگاری سماجی اور اقتصادی حقیقتوں کی ترجمانی بھی کرتی ہے۔

اس تصور کا ایک اہم پہلو باریک بینی کے ساتھ منظر نگاری ہے، جہاں فطرت کو اس انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ قاری اسے محسوس کر سکے۔ تاہم یہ باریک بینی صرف جمالیاتی تسکین کے لیے نہیں بلکہ حقیقت کے تضادات اور انسانی زندگی کے پیچیدہ پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

لیے ہوتی ہے۔اس طرح فطرت نگاری ایک حقیقت پسندانہ (realistic) بیانیہ تشکیل دیتی ہے جو مصنوعی یا خیالی نہیں بلکہ زندگی کے اصل تجربے سے جڑا ہوتا ہے۔

فطرت اور انسان کے درمیان کشمکش بھی اس تصور کا مرکزی عنصر ہے۔ یہاں انسان کو ایک ایسے وجود کے طور پر دکھایا جاتا ہے جو فطرت پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، مگر اکثر فطرت کی طاقت کے سامنے بے بس ہو جاتا ہے۔ Bano Qudsia کے بعض افسانوں میں موسمی شدتیں—جیسے بارش یا طوفان—کرداروں کی تقدیر اور زندگی کے رخ کو متاثر کرتی ہیں، جو فطرت کی بالادستی کو نمایاں کرتی ہیں۔

اردو ادب میں فطرت نگاری کا ارتقا:

ادب کو محض انسانی تجربات کی سادہ عکاسی تک محدود نہیں کیا جاسکتا، بلکہ یہ اپنے عہد کی تہذیبی، معاشرتی، سیاسی اور فطری کیفیات کا جامع آئینہ بھی ہوتا ہے۔ انسان بذاتِ خود ایک ایسا وجود ہے جو سماجی اور فطری دونوں جہات کا حامل ہے، اور اپنے گرد و پیش کے ماحول سے مسلسل اثر قبول کرتے ہوئے اپنی فکری اور تخلیقی سرگرمیوں کو تشکیل دیتا ہے۔ اسی لیے ادبی تخلیقات میں انسانی زندگی کا بیان دراصل اس وسیع تناظر کا عکاس ہوتا ہے جس میں ماحول، معاشرہ اور فطرت باہم مربوط صورت میں موجود ہوتے ہیں۔

اردو ادب میں افسانہ ایک ایسی مؤثر صنف کے طور پر ابھرتا ہے جس نے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو نہایت باریک بینی اور گہرائی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ افسانہ نگاروں نے جہاں معاشرتی، سیاسی اور نفسیاتی مسائل کو موضوع بنایا، وہیں فطرت اور ماحول کو بھی اپنی تخلیقی ساخت کا لازمی حصہ بنایا۔ فطرت کے مظاہر—جیسے موسموں کی تبدیلی، درخت، پہاڑ، ندیاں، بارش، روشنی اور تاریکی—محض منظر نگاری تک محدود نہیں رہتے بلکہ یہ افسانوی بیانیے میں معنوی اور جذباتی گہرائی پیدا کرتے ہیں۔ اکثر یہ عناصر کہانی کے پس منظر کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے مرکزی خیال کو تقویت بھی فراہم کرتے ہیں، اور یوں فطرت ایک فعال علامتی نظام کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

فطرت اور ماحول کو ایک وسیع سماجی و معاشی تناظر میں بھی دیکھا جاسکتا ہے، جہاں قدرتی حالات انسانی زندگی کے فیصلوں، رویّوں اور ترجیحات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ زمین کی کیفیت، موسم کی شدت یا نرمی، اور ماحول کی تبدیلیاں کرداروں کے طرزِ حیات اور نفسی کیفیت کو متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اس طرح فطرت نگاری محض جمالیاتی اظہار نہیں رہتی بلکہ انسانی وجود کے پیچیدہ سماجی اور حیاتیاتی روابط کی عکاسی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

بیسویں صدی کے اواخر میں ابھرنے والے جدید تنقیدی رجحانات، خصوصاً ماحولیاتی تنقید، نے ادب کو ایک نئے زاویے سے دیکھنے کی راہ ہموار کی۔ اس تناظر میں اردو افسانہ نگاروں نے فطرت، ماحول اور تہذیبی مظاہر کو اپنے بیانیے کا لازمی جزو بنایا اور ان کے ذریعے معاشرتی تضادات، طبقاتی کشمکش اور تہذیبی زوال کی عکاسی کی۔ ان تخلیقات میں ماحول کو محض پس منظر نہیں بلکہ ایک متحرک قوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو انسانی زندگی کو براہِ راست متاثر کرتی ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

پاکستانی اردو افسانہ اس لحاظ سے خصوصی اہمیت رکھتا ہے کہ یہ ایک مکمل سماجی اور ثقافتی اکائی کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہاں کے افسانہ نگاروں نے اپنی زمین، ثقافت اور مقامی حالات کو نہایت حساسیت کے ساتھ محسوس کیا اور انہیں اپنی تخلیقات میں سمو دیا۔ دیہی و شہری زندگی کا فرق، صنعتی اثرات، ماحولیاتی آلودگی، جنگی تباہ کاریاں اور تہذیبی تبدیلیاں ایسے موضوعات ہیں جو اردو افسانے میں فطرت اور ماحول کے تناظر میں نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں۔ اس طرح اردو افسانہ ایک ایسا فکری میدان فراہم کرتا ہے جہاں انسان، فطرت اور معاشرہ ایک دوسرے کے ساتھ مربوط صورت میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں ماحولیاتی تبدیلیاں ایک عالمی مسئلہ بن چکی ہیں، جس کے اثرات ادب پر بھی مرتب ہو رہے ہیں۔ جدید اردو افسانہ نگاروں نے اس شعور کو اپنی تخلیقات میں شامل کر کے افسانے کو ایک نئی معنوی جہت عطا کی ہے۔ اب افسانہ صرف فرد اور معاشرے کی کہانی نہیں بلکہ یہ زمین، ماحول اور انسان کے باہمی تعلقات کی پیچیدگیوں کو بھی اجاگر کرتا ہے۔

افسانہ اپنی ساخت اور ہیئت کے اعتبار سے جدید عہد کی پیداوار ہے، جس کی مقبولیت کا ایک بڑا سبب اس کا اختصار اور اثر انگیزی ہے۔ بدلتے ہوئے حالات اور زندگی کی تیز رفتار نے انسان کو ایسے ادبی اظہار کی طرف مائل کیا جو مختصر ہونے کے باوجود گہری معنویت رکھتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ افسانہ ایک ایسی نثری صنف کے طور پر سامنے آیا جو کسی واقعے، خیال یا کردار کو جامع اور مؤثر انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس میں حقیقت اور تخیل کا امتزاج ہوتا ہے، اور یہی امتزاج اسے قاری کے ذہن و احساس پر دیرپا اثر ڈالنے کے قابل بناتا ہے۔۔ ڈاکٹر انور سدید افسانہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "افسانہ ایک مختصر بیانیہ صنف ہے جس میں زندگی کے کسی پہلو کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ اس کا تاثر دیرپا ہوتا ہے"(4)

افسانہ ایک مختصر بیانیہ نثر ہے جو کسی خاص واقعے، کردار یا تجربے کو ایک فنکارانہ وحدت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اس میں کردار، پلاٹ، ماحول، تاثر اور فنی وحدت کو بنیادی اہمیت دی جاتی ہے۔ ناول کے مقابلے میں یہ مختصر ہوتا ہے اور زندگی کے کسی ایک پہلو یا کیفیت کو اجاگر کرتا ہے۔ پروفیسر احتشام حسین کے مطابق:

> "افسانہ زندگی کے کسی خاص لمحے یا تجربے کا فنکارانہ اظہار ہے جو وحدتِ تاثر کے ساتھ قاری پر اثر انداز ہوتا ہے"(5)

افسانے کی تعریف اور اس کی فنی حدود کے تعین میں مغربی ناقدین نے جس اختصار اور اثر انگیزی پر زور دیا ہے، وہ اس صنف کی بنیادی شناخت کو واضح کرتا ہے۔ افسانہ دراصل ایک ایسی نثری تخلیق ہے جسے ایک ہی نشست میں پڑھا جا سکے اور جو محدود وقت میں قاری پر

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مکمل اور گہرا تاثر قائم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔اس زاویۂ نظر کے مطابق افسانے کی اصل قوت اس کے اختصار میں نہیں بلکہ اس کی وحدتِ اثر (unity of effect) میں مضمر ہے، جہاں ہر جزو ایک مرکزی تاثر کی تشکیل میں معاون ہوتا ہے۔

افسانہ نگاری کو ایک مکمل فن قرار دینا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ صنف کسی مخصوص موضوع یا دائرے کی پابند نہیں، بلکہ اس کا میدان نہایت وسیع اور ہمہ گیر ہے۔ موضوعاتی آزادی اس صنف کی ایک نمایاں خصوصیت ہے، جس کے تحت افسانہ نگار کائنات کے کسی بھی گوشے سے مواد حاصل کر سکتا ہے۔ فطرت کے مناظر—سمندر، دریا، پہاڑ، جنگل اور وادیاں—انسانی تخیل کو مہمیز دیتے ہیں اور تخلیقی امکانات کو وسعت فراہم کرتے ہیں۔ اسی طرح جاندار اور بے جان اشیا بھی افسانوی دنیا میں معنی خیز کردار اختیار کر سکتی ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ افسانہ نگاری میں تخلیقی امکانات کی کوئی حد مقرر نہیں۔

انسانی جذبات اور احساسات اس صنف کا سب سے زرخیز میدان ہیں، کیونکہ انسان بذاتِ خود متنوع تجربات اور کیفیات کا مجموعہ ہے۔ افسانہ نگار انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں—جیسے سیاسی، سماجی، معاشی، مذہبی اور تہذیبی عوامل سے موضوعات اخذ کر کے انہیں ایک مربوط اور مؤثر بیانیے میں ڈھالتا ہے۔ اس طرح افسانہ نہ صرف فرد کے داخلی تجربے کو بیان کرتا ہے بلکہ اجتماعی زندگی کے پیچیدہ ڈھانچے کو بھی اجاگر کرتا ہے۔

فطرت اور افسانہ نگاری کا تعلق ادبی روایت میں ایک مستقل اور بنیادی موضوع کے طور پر قائم رہا ہے، جہاں فطرت کو محض خارجی منظر نگاری تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اسے ایک معنوی، علامتی اور تخلیقی قوت کے طور پر برتا گیا ہے۔ اردو افسانے میں فطرت اکثر ایک فعال عنصر کے طور پر سامنے آتی ہے، جو کبھی استعارہ بنتی ہے، کبھی علامت کا درجہ اختیار کرتی ہے اور بعض اوقات کردار کی داخلی کیفیت کی ترجمان بن جاتی ہے۔ اس طرح فطرت تخلیق کے جمالیاتی حسن کے ساتھ ساتھ اس کے نفسیاتی اور فکری پہلوؤں کو بھی گہرائی عطا کرتی ہے، اور افسانوی بیانیے کو ایک ہمہ جہت معنوی ساخت فراہم کرتی ہے۔

اسی تناظر میں "ماحول" کا تصور نہایت اہمیت اختیار کر لیتا ہے، جو محض طبعی فضا تک محدود نہیں بلکہ ایک وسیع اور کثیر الجہتی دائرے کا احاطہ کرتا ہے۔ ماحول سے مراد وہ تمام عوامل ہیں جو کسی فرد یا عمل کے گرد موجود ہو کر اس کی تشکیل اور اس کے اظہار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس میں قدرتی عناصر—جیسے دریا، پہاڑ، جنگلات، موسم اور ہوا—کے ساتھ ساتھ سماجی و تہذیبی عناصر بھی شامل ہوتے ہیں، جن میں انسانی تعلقات، رسم و رواج، اقدار اور ثقافتی روایات نمایاں ہیں۔ مزید برآں، زبان، ادب، تاریخ، فنون اور سیاسی و معاشی نظام بھی اسی وسیع ماحولیاتی ڈھانچے کا حصہ ہیں۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

> "ماحول سے مراد وہ ساری فضا ہے جس میں انسان سانس لیتا ہے، جیتا ہے اور عمل کرتا ہے۔ یہ فضا صرف طبعی یا خارجی نہیں ہے بلکہ داخلی، نفسیاتی اور معاشرتی بھی ہوتی ہے۔"(6)

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کے مطابق:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"ماحول افسانے کے ڈھانچے کا اہم حصہ ہے۔ یہ کرداروں کی تشکیل، کہانی کے مزاج اور قاری کے تاثر پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے"(7)

ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق:

"ادب میں ماحول محض ایک جامد پس منظر نہیں ہوتا بلکہ یہ کردار کے احساسات، اس کی نفسیات اور رویوں کو مسلسل متاثر کرتا ہے۔ سماجی اور طبعی فضا مل کر انسان کے داخلی انتشار یا توازن کو جنم دیتی ہے اور یہی عمل تخلیقی اظہار میں ڈھل جاتا ہے۔"(8)

زیرِ نظر مطالعے سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ فطرت نگاری اور ماحول کا تصور اردو افسانے میں محض ایک ضمنی یا جمالیاتی عنصر نہیں بلکہ ایک بنیادی فکری اور تخلیقی قوت کی حیثیت رکھتا ہے۔ کے مجموعی مباحث سے یہ امر ابھر کر سامنے آتا ہے کہ فطرت کو داخلی اور خارجی دونوں سطحوں پر سمجھنا ضروری ہے، کیونکہ یہی دوہرا تعلق انسان، کائنات اور ادب کے درمیان ایک گہرا رشتہ قائم کرتا ہے۔

فطرت نگاری کی روایت، جو ابتدا میں صرف منظر کشی اور جمالیاتی اظہار تک محدود تھی، جدید عہد میں ایک شعوری، تنقیدی اور نظریاتی جہت اختیار کر چکی ہے۔ اردو افسانہ نگاروں نے فطرت اور ماحول کو نہ صرف پس منظر کے طور پر استعمال کیا بلکہ اسے کردار کی نفسیات، سماجی حالات اور تہذیبی تناظر کے ساتھ اس طرح مربوط کیا کہ یہ خود ایک متحرک اور اثر انگیز عنصر بن گیا۔ اس طرح فطرت افسانوی بیانیے میں علامت، استعارہ اور بعض اوقات ایک خاموش مگر فیصلہ کن کردار کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

ماحولیاتی تنقید کے تناظر میں یہ بات بھی نمایاں ہوتی ہے کہ ادب انسان اور فطرت کے باہمی تعلق کی تفہیم کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اردو افسانہ خصوصاً اس حوالے سے اہم ہے کہ یہ مقامی ثقافت، زمین اور معاشرتی حقیقتوں کو فطری مظاہر کے ساتھ جوڑ کر ایک ایسا بیانیہ تشکیل دیتا ہے جو نہ صرف ادبی بلکہ سماجی اور اخلاقی شعور کو بھی بیدار کرتا ہے۔

عصرِ حاضر میں جب ماحولیاتی بحران عالمی سطح پر ایک سنگین مسئلہ بن چکا ہے، اردو افسانہ اس حوالے سے ایک حساس اور بامعنی ادبی اظہار کے طور پر سامنے آتا ہے۔ جدید افسانہ نگاروں نے فطرت، ماحول اور انسان کے باہمی تعلق کو نئے زاویوں سے پیش کر کے نہ صرف ادبی روایت کو وسعت دی ہے بلکہ ایک ذمہ دارانہ فکری شعور کو بھی فروغ دیا ہے۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ اردو افسانے میں فطرت نگاری ایک ہمہ جہت اور ارتقائی عمل ہے، جو جمالیاتی حسن، نفسیاتی گہرائی اور سماجی شعور کو یکجا کر کے ایک مکمل ادبی تجربہ تشکیل دیتا ہے۔ یہی خصوصیت اسے نہ صرف اردو ادب کی ایک اہم روایت بناتی ہے بلکہ اسے عالمی ادبی مباحث میں بھی ایک معتبر اور معنی خیز مقام عطا کرتی ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

حوالہ جات:

1. شان الحق حقی، آکسفورڈ اردو انگلش ڈکشنری، آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس، ۲۰۰۵ء، ص ن م
2. ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، ص ۱۳۵
3. منظر اعظمی، ڈاکٹر، اردو ادب کے ارتقا میں تحریکوں اور رجحانات کا حصہ، ص ۱۵۵، بحوالہ اردو نظم میں فطرت نگاری، زینت جبیں، قومی کونسل برائے فروغ اردو، ۲۰۱۶ء، ص ۱۴
4. انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء، صفحہ ۳۷۰
5. احتشام حسین، تنقید اور تجربہ، احتشام حسین۔۔ماخذ اردو افسانہ: روایت اور تجدید، صفحہ ۹۸
6. انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ، ایضاً ، ص ۳۸۳
7. گوپی چند، نارنگ، اردو افسانہ: روایت اور مسائل، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۱۰۱
8. سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی دبستان، مکتبہ جدید، لاہور، ۱۹۸۰ء، صفحہ ۷۳